SURENDRANATH COLLEGE,KOLKAT

سریندر ناتھ کالج ، کولکتہ

B.A. GENERAL

بی۔ اے ۔ جنرل

SEMESTER - IV

URDG-G-LCC (2)

STUDY MATERIAL - 17

DR.BILQUIS BEGUM

Head Of Department, Urdu

SURENDRANATH COLLEGE, KOLKATA .

ڈاکٹر بلقیس بیگم

صدر شعبۂ اردو

سریندر ناتھ کالج،کولکتہ

جدید شاعری (غزل)

غزل کے معنیٰ عورتوں سے باتیں کرنے کے آتے ہیں، اچوں کہ اس صنف میں اکثر محبوب کو مخاطب کر کے اس کی تعریف کرتا ہے، اس لیئے غزل کہتے ہیں اور اصطلاح میں غزل اس صنف شعر کو کہتے ہیں جس میں ان جذبات وخیالات کا اظہار کیا جائے جو حسن وعشق کے اثر سے انسان کے دل میں پیدا ہوتے ہیں۔ یہ صنف شعر اصل فارسی یا ایرانی پیداوار ہے۔اس کی ابتدا فارسی میں ہوئی اس سے پہلے اس صنف کا وجود نہیں تھا اور فارسی میں یہ عربی قصیدہ سے آیا۔اور عرب میں مدحیہ قصائد کا یہ انداز تھا کہ قصیدہ کے ابتدائی اشعار حسن وعشق کے بیان واظہار پر مشتمل ہوتے تھے جسے وہ تشبیب کہتے تھے۔ایران میں جب عرب آئے تو ان کے زیر اثر قصیدہ گوئی کا رواج ہوا اور چوں کہ ایران خوبصورتی کا مظہر ملک تھا، حسن وعشق کے جذبات جن وسائل کے متمنی ہوتے ہیں وہ تمام وسائل واسباب مہیا تھے اس لئے قصیدہ سے تشبیب کو الگ کر کے علاحدہ ایک صنف مختص کر کے اس کا نام غزل رکھ دیا گیا، اور یہیں سے فارسی میں غزل گوئی کی ابتدا ہوتی ہے اور فارسی غزل کا پہلا شاعر اور فارسی شاعری کا باوا آدم ''رودکی'' کو کہا جاتا ہے جس کا دور دسویں صدی عیسوی ہے اس کی غزل کی مشہور شاعر عنصری اس انداز سے شہادت دیتا ہے

خلاصہ:

مشرقی تصور سے مراد مشرقی ایجاد ہے، یعنی غزل کو خالص مشرقی ماحول نے پیدا کیا ہے۔غزل عربی قصیدہ سے نکل کر فارسی میں غزل کے نام سے متعارف ہوئی۔غزل غزالکلب سے ماخوذ ہے فارسی غزل کا آغاز فارسی کے مشہور شاعر رودکی نے کیا پھر دقیقی نے، اس کے بعد تصوف نے اس کے دامن کو وسیع کیا۔اسکی نشاۃ ثانیہ کے محرک حکیم سنائی وغیرہ ہیں ان کے بعد واحد مراغی، مولانا روم، عطار، رومی، عراقی، خواجہ حافظ اور سعدی شیرازی وغیرہ نے اس کو ترقیات سے نوازا بعد میں امیر خسرو نے بھی فارسی میں غزل گوئی اور انہوں نے ہی اردو غزل کا بھی آغاز کیا۔ابتدا میں فارسی غزلوں کے اوزان و بیور اور اس کے مضامین کو ہی اردو غزل کا بھی جزو قرار دیا گیا بعد میں چل کر کچھ ترمیم ہوئی مگر اس صنف نے اردو میں فارسی سے زیادہ ترقیات کے منازل طے کیے اور طے کر رہی ہے اور آئندہ بھی اس کی ترقیات کا سلسلہ جاری وساری رہے گا۔

☆اردو غزل کا آغاز وارتقاء

اردو میں غزل گوئی کی ابتدا فارسی غزل کے زیر اثر ہوئی، اردو کے پہلے غزل گو شاعر امیر خسرو کو کہا جاتا ہے ان کی غزل کا ایک مصرع فارسی اور ایک ہندوی زبان میں ہے، اس کے بعد ایک عرصہ تک شمالی ہند میں غزل کا نام ونشان نہیں ملتا پھر دکن میں بہمنی دور میں غزل گوئی کا آغاز ہوا اس عہد میں فیروزی، مشتاق اور لطیفی وغیرہ نے اردو زبان میں غزل گوئی کی پھر قلی قطب شاہ نے اس سلسلہ کو آگے بڑھایا اس کے بعد ولی اور سراج کا عہد شروع ہوتا ہے پھر ولی کے اثرات سے ہی شمالی ہند میں غزل گوئی کا سلسلہ دوبارہ شروع ہوتا ہے۔ ایک تو شمالی ہند کے شعراولی کی غزلوں سے بہت متاثر ہوتے کہ ریختہ میں ھی اتنے امکانات نہیں اور دوسری بات یہ بھی تھی کہ اسی عہد میں خان آرزو اور حزیں کا معرکہ بھی چل رہا تھا اس کی وجہ سے بھی شعرا ریختہ میں غزل گوئی کی طرف متوجہ ہوئے مگر کچھ ہی دنوں کے بعد غزل ابہام گوئی کی نظر ہونے لگی اس کے بعد اصلاح زبان کی تحریک شروع ہوئی جس کی وجہ سے محاورات اور لفظیات میں تبدیلی ہوئی۔ ابہام گوئی کا خاتمہ ہوا اور فارسی الفاظ واستعارات وتشبیہات کو اردو غزل میں داخل کیا گیا۔ پھر میر و درد کا دور شروع ہوا اور غزل بام عروج پر پہنچ گیا۔ پھر دہلی کی تباہی وبربادی کی وجہ سے دبستانِ لکھنو کا قیام ہو گیا اور وہاں غزل کی ایک نئی دنیا آباد ہوئی اور غالب کے عہد کے بعد جب اردو غزل انحطاط کی طرف مائل ہونے لگی تو حالی، حسرت اور شاد وغیرہ نے مختلف موضوعات کو شامل کر کے غزل کو نئی وسعتوں سے ہمکنار کیا۔ پھر اقبال ے بعد ترقی پسند غزل کا سلسلہ شروع کیا۔ مگر ہندوستان کی آزادی کے بعد یہ تحریک بھی ماند پڑنے لگی اور جدیدیت اور پھر مابعد جدیدیت کا سلسلہ شروع ہوا۔ اس طرح اردو غزل مختلف تحریکات کے زیر سایہ پروان چڑھی اور آج بھی غزل اپنی اصل روح کے ساتھ زندہ ہے۔ اس اکائی میں ہم ان تمام تحریکات اور شاعروں کا جائزہ لیں گے جن کی وجہ سے اردو غزل پھل پھول کر جوان ہوئی اور آج بھی سیاسی، سماجی اور علمی غرض ہر حلقہ کی نمائندگی کر رہی ہے۔

☆: غزل کا جدید دور

ویسے تو غزل میں ہر دور میں کچھ نہ کچھ تبدیلی ہوتی رہی ہے اور قلی قطب شاہ سے ولی تک اور ولی کے بعد سے غالب تک غرض کچھ نہ کچھ تبدیلیاں ہر دور میں نظر آتی ہیں۔ مگر جدید غزل کا نام حالی کے مقدمہ شعر وشاعری کے منظر عام پر آنے کے بعد ہوا۔ اور اس کی مختلف وجوہات ہوسکتی ہیں، مگر بنیادی طور پر ایک تو ہندوستانی تہذیب ومعاشرہ پر مغربی اثرات تیزی سے پڑ رہے تھے وہیں غالب ومومن کے بعد غزل روبہ زوال ہو رہی تھی، لوگ حسن وعشق سے غزل کا دائرہ بڑھا کر اس میں مقصدی شاعری کرنا چاہتے تھے۔ ایسے میں حالی نے غزل پر کچھ اعتراضات کیے اور اپنی تجاویز پیش کیں، جس کو اس عہد کے شعراء نے

ہاتھوں ہاتھ لیا اور اس کے دامن کو وسیع کرنے اور فرسودہ مضامین و مواد کو اس سے نکالنے میں لگ گئے اور جلد ہی کامیابی بھی قدم چومنے لگی اور اقبال، اصغر، حسرت، جگر، فانی، جلال، سالک اور امیر وغیرہ نے اس زوال پذیر غزلیہ شاعری میں ایسی روح پھونک دی کہ اردو غزل حسن و عشق کیعلاوہ فکری، فلسفیانہ اور اصلاحی مضامین سے آراستہ ہوگئی، ہم اس باب میں جدید غزل کے منظر و پس منظر، وجوہات، حالؔی کی تجاویز و اعتراضات اور اس کے نمائندہ شعرا اور ان کے کلام کا تجزیہ کریں گے۔

جدید شاعری کی ابتدا اور اصلاحی رجحان تو انجمن پنجاب لاہور کے جلسہ سے ہی ہو چکی تھی، مگر محققین جدید غزل کا باضابطہ آغاز ۱۸۹۳ء میں حالؔی کے مقدمہ شعر و شاعری کے منظر عام پر آنے کے بعد سے مانتے ہیں۔ حالؔی نے اس کتاب کو لکھ کر شاعری کے قدیم تقلیدی اور فرسودہ روایت کو توڑنے اور اس کو اصلیت سے ہمکنار کرنے کی پوری کوشش کی اور لوگوں نے ان کی تجاویز کو قدر کی نگاہ سے بھی دیکھا اور بہت جلد زندگی کی صحیح سچائی غزل کی زبان میں نظر نے لگی اور ان کی اصلاحی تجاویز کا نتیجہ یہ ہوا کہ غزل میں نئے تصورات و خیالات پیدا ہوے لگے اور قدیم تصورات و روایات پر جدید خیالات و تصورات حاوی ہوگئے اور شعرا کی ایک تعداد نے حالؔی کی آواز پر لبیک کہا اور مقصدی و اصلاحی شاعری میں بے لوث خدمات انجام دیں جن میں اہم نام اقبال، فانی، حسرت، اصغر اور جگر کا ہے۔ ان حضرات نے غزل میں سماجی، سیاسی اور اصلاحی مضمین کے علاوہ عمدہ افکار اور فلسفیاتِ زندگی کو بھی جگہ دی۔ حالؔی نے اپنے شعر میں مغربی تقلید کو اس اصلاحی تجویز کا محرک قرار دیا ہے۔

☆ : ترقی پسند غزل

گذشتہ اکائی میں ہم نے جدید غزل اور اس کے محرکات و اثرات کا جائزہ لیا تھا۔ اب ہم ترقی پسند غزل کو بیان کریں گے۔ حالؔی کے عہد کے بعد اردو شعر و ادب میں ایک نیا انقلاب آیا اور ایک نئی تحریک منظر عام پر آئی جسے ہم ترقی پسند تحریک کا نام دیتے ہیں۔ اس تحریک کا آغاز تو ۱۹۱۷ء روس میں لینن کی تحریک سے ہی ہو چکا تھا جنھوں نے کارل مارکس کے نظریات سے متاثر ہو کر روس میں انقلاب برپا کیا تھا۔ دھیرے دھیرے یہ تحریک عالمی سطح پر اپنی شناخت قائم کرنے لگی اور ادباء و شعرا ئس کا استقبال کرنے لگے۔ اسی عہد میں سجاد ظہیر اور کچھ دیگر ہندوستانی طلبا بغرض حصول تعلیم لندن میں مقیم تھے۔ یہ حضرات اس تحریک سے متاثر ہوئے اور انہوں نے ہندوستان میں بھی اس تحریک کو قائم کرنے کا ارادہ کیا اور تجاویز تیار کر کے ہندوستان موجود مختلف ادیبوں کو بھیجا جن میں اہم نام منشی پریم چند اور اختر حسین وغیرہ کا ہے۔ ان سبھی حضرات نے اس تحریک کا استقبال کیا اور ۱۹۳۶ء میں لکھنو میں اس تحریک کا پہلا اجلاس منعقد ہوا جس کی صدارت پریم چند نے کی اور ان کے خطبہ ''ہمیں حسن کا معیار بدلنا ہوگا'' نے کافی مقبولیت حاصل کی اور اس اسٹیج سے بڑی تعداد میں شعرا و ادبا اکھٹے ہوگے اور انہوں نے عوام اور ان کے مسائل کو اپنے شعر و ادب کا موضوع بنایا اور محبوب کی بجائے ان کی غزلوں میں مزدور اور کسان نظر آنے لگے، ترقی پسند شعرا میں فیض احمد فیض، مجروح سلطان پوری اور ساحر لدھیانوی وغیر کا نام اہمیت سے لیا جاتا ہے۔ ان حضرات نے سیاسی خیالات بغاوت اور انقلابی خیالات کے اظہار و بیان کے لیے غزل کی ایک نئی عمارت تعمیر کی اور غزل کے پرانے استعارات و کنایات کو ایک نئے معنیٰ کا جامہ پہنایا۔ یہ حضرات اگر چہ غزل کے مخالف مانے جانے لگے مگر پھر بھی ان حضرات نے غزل میں ایک نئی وسعت پیدا کی۔ اس باب میں ہم ترقی پسند تحریک، اس کے پس منظر، اس کے اثرات ردو غزل پر اور اس عہد کے نمائندہ شعرا کا جائزہ لیں گے۔

☆ : جدید غزلوں کی خصوصیات:

جدیدیت کی غزل بہت سی خصوصیات وامتیازات کی حامل ہیں، مگر سب سے بڑی خصوصیت اس کی زبان ہے۔ غزل میں پرانے علائم کو نئے معنٰی میں استعمال کرنے کا رواج تو بہت پہلے سے چل رہا تھا، مگر ان شعرانے جو کام کیا وہ بے حد منفرد ہے۔ ان حضرات نے پرانے اور فرسودہ علائم کو اردو غزل سے سرے سے خارج کر دیا اور ان کی جگہ نئے نئے الفاظ و علائم استعمال کیے جانے لگے جن کی وجہ سے غزل خیالی دنیا سے نکل کر حقیقت کی دنیا میں پہنچ گئی اور اس کے علاوہ اس عہد کے شعرا نے نئے نئے تلمیحات بھی شاعری میں استعمال کیے۔ خلیل الرحمٰن اعظمی نے اس کے متعلق لکھا ہے۔ ’’جدید تر شاعر نے پرانی علامتوں کو اپنی ذہنی کیفیات کے اظہار کے لئے ناکافی سمجھ کر خود اپنے ماحول اور زندگی سے علامتیں وضع کی ہیں اور اس نے اس سلسلہ میں خود اپنے حواس خمسہ کو اپنا رہنما بنایا ہے اس عمل میں اردو غزل اپنی دھرتی سے بہت قریب آ گئی ہے، اس کی جمیت جس کی وجہ سے وہ ہمیشہ فارسی غزل کا چربہ سمجھی جاتی تھی اب قریب قریب ختم ہو گئی ہے‘‘۔ جدیدیت کے شعرا نے نہ صف علائم لفظیات اور تلمیحات کا اضافہ کیا بلکہ اپنے عہد کے سماجی، سیاسی اور دیگر مسائل کو بھی متنوع انداز سے بیان کیا۔ غرض غزلیہ شاعری ان شعرا میں ناصر کاظمی، خلیل الرحمٰن اعظمی، محمد علوی، شکیب جلالی، ظفر اقبال اور احمد مشتاق وغیرہ ہیں۔

☆☆☆☆☆